علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَیۡر ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ

سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم ط بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

اسلام اور علم کی اہمیت

دنیا کے تمام مِلَل و اَدیان میں صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس کو یہ فخر و شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے ہر ماننے والے کے لئے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ سب سے پہلی وحی جو رسول کل وسید الکائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم پر غار حرا میں نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ یہی ہے۔ اقراء (پڑھو) یعنی علم حاصل کرو۔ پہلی وحی یہ ہے۔

(اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۵﴾)

ترجمہ: پڑھو اپنے ربّ کے نام سے جس نے پیدا فرمایا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا پڑھنا سیکھایا۔ آدمی کو سکھادیا جو نہ جانتا تھا۔

[صحیح البخاری''، کتاب التفسیر، سورۃ (اقرأ باسم ربک الذی خلق)، باب ا، الحدیث: ۴۹۵۳، ج ۳، ص ۳۸۴ . پ ۳۰، العلق: ۱۔۵ .]

آیتِ کریمہ کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام میں علم کی اہمیت کس درجہ ہے کہ ایک ہی مقام پر دو بار علم حاصل کرنے کا حکم دیا پھر اس احسان کا اظہار فرمایا کہ یہ اس کا کرم ہے اس نے انسان کو علم بھی عطا فرمایا اور لکھنا بھی سکھایا۔ علم حاصل کرنے کا حکم دینے کے بعد قرآن نے دیگر جگہ علم حاصل کرنے والوں اور اہلِ علم کی عظمت و فضیلت بیان فرمائی اور جہالت کی سخت مذمت بیان فرمائی صاف صاف الفاظ میں فرمادیا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ فرمایا:

(ہَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ؕ) (پ ۲۳، الزمر: ۹.)

کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔

مطلب یہ کہ ہر گز ہر گز عالِم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ جاہل تو کندۂ ناتراش ہے اور علماء کو کتاب الٰہی اور انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث بنایا گیا ہے۔

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

قرآن فرماتا ہے: (ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ) (پ ۲۲، فاطر: ۳۲.)

ترجمہ: پھر ہم نے اپنے منتخب اور چنیدہ بندوں کو قرآن کا وارث بنایا۔

یعنی کہ اولاً کتاب ہم نے اپنے پیارے رسول اور حبیب علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل فرمائی اور انہیں ماکان ومایکون کا علم (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا اس کا علم) عطا فرمایا۔ پھر آپ کے بعد ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: "اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ" بے شک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی ان کی وراثت تو علم الٰہی اور علمِ دین ہے تو جو اِسے پالے گا وہ علم کا بڑا حصہ پالے گا۔

(جامع الترمذی''، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ۔۔۔إلخ، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۴، ص ۳۱۲.)

ایک اور مقام پر قرآن پاک میں فرمایا۔

(یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ) (پ ۲۸، المجادلۃ: ۱۱.)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

ظاہر ہے کہ ایمان لانے کا دارومدار بھی علم و معرفت ہی پر ہے اور پھر ایمان لانے کے بعد مزید علم حاصل کرنا درجوں بلند ہونے کا سبب ہے یہ رفعت و بلندی، یہ عظمت و فضیلت ہرگز کسی جاہل، بے علم وبے شعور کا نصیب نہیں ہو سکتی۔

ان آیاتِ کریمہ کی تشریح میں علم کی اہمیت کے اِظہار کے لئے نیز ایک مسلمان کو سچا اور پختہ مسلمان ہونے کے لئے رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ(1) وَمُسْلِمَةٍ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرضِ عین ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى اللَّحْدِ(2) علم حاصل کرو پیدائش سے لے کر قبر میں جانے تک۔

اور فرمایا: اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ(3) علم حاصل کرو چاہے تمہیں اس کے لئے چین تک جانا پڑے۔

ان تمام آیات اور احادیث سے بلاشک و شبہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے علم حاصل کرنے کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے اور اسلام قطعاً یہ اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی مسلمان خود کو علم سے محروم رکھے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا علم ہے جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے اور جس کو حاصل کرنے کا پیدائش سے لے کر موت تک حکم دیا گیا ہے اور اگر اس کے حصول میں چین جیسے دور دراز ملک میں جانے کی مشقت اور تکلیف بھی اٹھانا پڑے تو ضرور اٹھائے مگر علم حاصل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تمام علوم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ کیونکہ اول تو علوم کی تعداد ہی شمار سے باہر ہے۔

1------ ''سنن ابن ماجہ''، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء إلخ، الحدیث: ۲۲۴، ج ۱، ص ۱۴۶.

2------ ''روح البیان''، الجزء الخامس عشر، سورۃ الکھف، تحت الآیۃ: ۶۶، ج ۵، ص ۲۷۴.

3------ ''الجامع الصغیر''، الحدیث: ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ص ۷۲.

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

پھر ہر علم کی وسعت اس قدر ہے کہ اس کا احاطہ نا ممکن، تو اگر تمام علوم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا جائے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہو گی، یعنی یہ ایسا حکم ہو گا جس کا پورا کرنا انسان کی طاقت و قدرت سے باہر ہو گا اور شریعت ہر گز ہر گز کوئی ایسا حکم نہیں دیتی جو انسان کی قوت و استطاعت سے باہر ہو۔ نہ ہی اس حکم کا یہ مطلب ہے کہ علم حاصل کرو خواہ وہ کوئی سا بھی علم ہو کیونکہ بہت سے علم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا شریعت حرام یا ناجائز قرار دیتی ہے۔ بلکہ بعض علم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا کفر ہے۔ یعنی جو علوم انسان کو گمراہی کی طرف لے جائیں فسق و فجور اور معصیت الٰہی میں مبتلا کریں، ان کا حاصل کرنا سخت حرام ہے اور جو علوم انکار خدا اور کفر و الحاد وغیرہ میں مبتلا کردیں، ان کا حاصل کرنا کفر ہے۔ تو حدیث پاک میں جس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض قرار دیا ہے اس سے مراد نہ کلی علوم ہیں اور نہ یہ کہ کوئی سا بھی علم حاصل کرو تو لازمی طور سے اس علم سے وہی علم مراد ہو سکتا ہے جو انسان کو حق و صداقت کی طرف لے جائے۔ شرک و کفر اور ہر قسم کی گمراہی سے بچائے اور اللہ کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بندہ بنائے کیونکہ اسلامی تعلیمات اور بعثت و رسالت کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان اپنے خالق کو پہچانے، اس کی وحدانیت کا اقرار کرے، کفر و شرک اور ہر قسم کی گمراہی و معصیت سے بچے ،اپنے رب کے احکام سے واقفیت حاصل کرے تاکہ ان پر عمل کرکے اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے اور انسانی معاشرت کو پاک و صاف بنائے اور ایسا علم سوائے علم شریعت و علم دین کے کوئی دوسرا علم نہیں ہو سکتا۔ اس تشریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جو علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے وہ صرف علمِ دین ہے باقی علوم فرض کا درجہ نہیں رکھتے۔ اگر وہ گمراہی کی طرف نہیں جاتے تو ان کا حاصل کرنا جائز ہے ، جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ علمِ دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں۔ ''مشتے نمونہ از خروارے'' یہ چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَّلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا إِلَی الْجَنَّةِ جس نے تلاش علم کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان فرمادے گا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث ۲۲۳، ج ۱، ص ۱۴۵۔)

حضرت ابودرداء کی روایت میں اس حدیث میں مزید تفصیل ہے اس میں مذکورہ بالا حدیث کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ ''ملائکہ علم حاصل کرنے والے کی رضا اور خوشی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالِم کے لئے زمین آسمان کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے حتی کہ سمندر کی تہہ کی مچھلیاں بھی اس کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی عظمت اور علو مرتبت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے ماہِ تمام کو باقی تمام ستاروں پر۔ (جامع الترمذی''، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العباد، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۴، ص ۳۱۲۔)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی أَدْنَاکُمْ
عالم کو عابد پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی مجھے تمہارے کمتر درجے کے آدمی پر۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۹۴، ج ۴، ص ۳۱۳۔)

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عَمْرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ آیَةٌ مُّحْکَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِیْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَاسِوٰی ذٰلِکَ فَهُوَ فَضْلٌ

(سنن ابن ماجہ''، کتاب السنۃ، باب اجتناب الرای والقیاس، الحدیث: ۵۴، ج ۱، ص ۴۱۔)

یعنی یہ کہ علم دین تین چیزیں ہیں: (۱) قرآن پاک کی آیات محکمہ جو منسوخ نہیں ہیں (۲) صحیح و ثابت شدہ احادیث (۳) وہ احکام جو

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

قیاس واجتہاد سے مستنبط ہوں اور جو ان کے علاوہ علوم ہیں وہ مد زائد ہیں ۔
یعنی علم دین اور علم شریعت تو یہی تین علوم ہیں۔ رہے دیگر علوم تو ان کا حاصل کرنا اگر جائز بھی ہو وہ علمِ شریعت میں داخل نہیں مد زائد میں شامل ہیں کہ اگر کسب معاش کے لئے کوئی علم حاصل کیا جائے اور اس کا حاصل کرنا شرعاً ممنوع نہ ہو اور وہ حاصل کیا جاتا ہے، وہ ایک مد زائد ہے۔ان تفصیلات سے ان حضرات کی یہ غلط فہمی دور ہونی چاہیے کہ حدیث: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (المعجم الکبیر'' ،الحدیث: ۱۰۴۳۹، ج۱۰، ص۱۹۵.) میں طلب العلم سے مراد کوئی سا بھی علم حاصل کرنا ہے اگر ایسا ہو تو پھر قرآنِ پاک کا نزول اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے ارشادات یعنی ذخیرہ حدیث بے مقصد ہو کر رہ جائیں گے کیونکہ نزول قرآن کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچیں ارشادات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم ان کی تشریح و عملی تفسیر بیان کریں تاکہ امت ان کا علم حاصل کرے اور ان پر رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے عمل پیرا ہو۔

علم سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

علم کے فضائل پر آیات مبارکہ:

علم کی فضیلت کے بارے میں قرآن مجید میں بے شمار دلائل ہیں۔چنانچہ،

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا منكم والذين أوتوا العلم درجات}

قال ابن عباس رضي الله عنهما للعلماء درجات فوق المؤمنين بسبعمائة درجة ما بين الدرجتين مسيرة خمسمائة عام

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

(۱) يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔(پ28، المجادلہ: 11)

حضرت سیّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''علماء کرام، عام مؤمنین سے سات سو درجے بلند ہوں گے اور ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہو گی۔''

(۲) قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔(پ23، الزمر: 9)

(۳) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔(پ22، فاطر: 28)

(۴) وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔ (پ20، العنکبوت: 43)

علم کے فضائل پر احادیث مبارکہ:

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علماء، انبیاء (علیہم السلام) کے وارث ہیں۔'' (سنن ابی داوٗد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث ۳۶۴۱، ص ۱۴۹۳)

قال صلى الله عليه وسلم أفضل الناس المؤمن العالم الذي إن احتيج إليه نفع وإن استغني عنه أغنى نفسه

نبیٔ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''لوگوں میں سے افضل وہ مؤمن عالم ہے کہ جب اس کی ضرورت پڑے تو نفع دے اور جب اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ بھی بے نیاز ہو جائے۔''

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی طلب العلم، فصل فضل العلم وشرفہ، الحدیث ۱۷۲۰، ج ۲، ص ۲۶۹، مفہوماً)

قال صلى الله عليه وسلم الإيمان عريان ولباسه التقوى وزينته الحياء وثمرته العلم

سرکارِ والاتَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''ایمان بے لباس ہے، اس کا لباس تقویٰ، اس کی زینت حیاء اور اس کا پھل علم ہے۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، الحدیث ۳۸۰، ج ۱، ص ۷۲)

قال صلى الله عليه وسلم أقرب الناس من درجة النبوة أهل العلم والجهاد أما أهل العلم فدلوا الناس على ما جاءت به الرسل وأما أهل الجهاد فجاهدوا بأسيافهم على ما جاءت به الرسل

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''لوگوں میں درجۂ نبوت کے زیادہ قریب علماء اور مجاہدین ہیں۔ علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کی لائی ہوئی تعلیمات کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں جبکہ مجاہدین انبیاء کرام علیہم السلام کی لائی ہوئی شریعت (کی حفاظت) کے لئے اپنی تلواروں سے جہاد کرتے ہیں۔''

(سیر اِعلام النبلاء، الطبقۃ الخامسۃ والعشرون، الرقم ۴۳۳۷، الحسینی محمد بن محمد بن زید، ج ۱۴، ص ۵۲، مختصراً)

قال صلى الله عليه وسلم العالم أمين الله سبحانه في الأرض

حضور نبیٔ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''عالم زمین میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا امین ہوتا ہے۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب العین، الحدیث ۴۰۳۶، ج ۲، ص ۸۳)

قال صلى الله عليه وسلم يشفع يوم القيامة ثلاثة الأنبياء ثم العلماء ثم الشهداء

حضور سیّدُ المبلغین، جنابِ رَحمۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''بروزِ قیامت تین طرح کے لوگ سفارش کریں گے (۱) انبیاء علیہم السلام (۲) علماء اور (۳) شہداء۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ، الحدیث ۴۳۱۳، ص ۲۷۳۹)

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

قَالَ فتح الموصلي رَحِمَهُ اللَّهُ أَلَيْسَ الْمَرِيضُ إِذَا مُنِعَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ وَالدَّوَاءَ يَمُوتُ قَالُوا بَلَى قَالَ كَذَلِكَ الْقَلْبُ إِذَا مُنِعَ عَنْهُ الْحِكْمَةُ وَالْعِلْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ يَمُوتُ

وَلَقَدْ صَدَقَ فَإِنَّ غِذَاءَ الْقَلْبِ الْعِلْمُ وَالْحِكْمَةُ وَبِهِمَا حَيَاتُهُ كَمَا أَنَّ غِذَاءَ الْجَسَدِ الطَّعَامُ وَمَنْ فَقَدَ الْعِلْمَ فَقَلْبُهُ مَرِيضٌ وَمَوْتُهُ لَازِمٌ وَلَكِنَّهُ لَا يشعر به إذ حب الدنيا وشغله بها أبطل إحساسه كما أن غلبة الخوف قد تبطل ألم الجراح في الحال وإن كان واقعاً فإذا حط الموت عنه أعباء الدنيا أحس بهلاكه وتحسر تحسراً عظيماً ثم لا ينفعه وذلك كإحساس الآمن خوفه والمفيق من سكره بما أصابه من الجراحات في حالة السكر أو الخوف فَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ يَوْمِ كَشْفِ الْغِطَاءِ فَإِنَّ الناس نيام فإذا ماتوا انتبهوا

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حاضرین سے استفسار فرمایا: ''جب مریض کو کھانے پینے اور دواء سے روک دیا جائے تو کیا وہ مر نہیں جاتا؟'' لوگوں نے عرض کی: ''جی ہاں۔'' تو آپ نے فرمایا: ''یہی معاملہ دل کا ہے جب اسے تین دن تک علم و حکمت سے روکا جائے تو وہ بھی مر جاتا ہے۔''

مصنف (یعنی امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ القوی) فرماتے ہیں: ''حضرت سَیِّدُنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے سچ فرمایا کیونکہ دل کی غذاء علم و حکمت ہے اور ان دونوں سے دل زندہ رہتا ہے جیسے جسم کی غذا کھانا پینا ہے پس جس نے علم کو نہ پایا اس کا دل بیمار ہے اور اس کی موت یقینی ہے لیکن اسے اس بات کا شعور نہیں ہوتا کیونکہ دنیا میں مشغولیت اس کے احساس کو ختم کر دیتی ہے اور جب موت ان مشاغل کو ختم کر دیتی ہے تو وہ بہت زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور اسے بے انتہاء افسوس ہوتا ہے اور نبیِٔ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان: "اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا ترجمہ: لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مر جائیں گے تو بیدار ہو جائیں گے۔'' سے یہی مراد ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء، سفیان ثوری، الحدیث ۹۵۷۶، ج۷، ص ۵۴)

علم دین سیکھنے کی فضیلت:

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے حصولِ علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ۔

ترجمہ: بے شک فرشتے طالب علم دین کے کام سے راضی ہو کر اس کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

(سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الحدیث ۲۲۶/۲۲۳، ص ۲۴۹۱)

رحمتِ کونین، دُکھی دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمان خوشبودار ہے:

لِاَنْ تَغْدُوَ فَتَتَعَلَّمَ بَاباً مِنَ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ۔

ترجمہ: تمہارا صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لئے جانا سو رکعت نفل نماز سے بہتر ہے۔

(سنن ابن ماجۃ، کتاب السنۃ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ، الحدیث ۲۱۹، ص ۲۴۹۰)

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص علمِ (دین) سیکھنے کے لئے جانے کو جہاد نہیں سمجھتا اس کی رائے اور عقل ناقص ہے۔''

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

علم دین سکھانے کی فضیلت:

علم دین سکھانے کی فضیلت کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کروجب اللہ نے عہد لیاان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینااور نہ چھپانا۔
(پ4،اٰل عمران: 187)

جب نبیِّ کریم،رء ُوف رّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی تو ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جس عالِم کو علم عطافرمایا اس سے وہی عہد لیاجو انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا تھا کہ وہ اسے لوگوں سے بیان کریگا اور اسے نہیں چھپائے گا۔''
(فردوس الاخبار للدیلمی، باب المیم، الحدیث ۶۶۱۹، ج ۲، ص ۳۳۲، بدون ماأخذ۔۔۔۔الی۔۔۔۔۔۔یبینہ)

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَوْلاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے جب حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ارشاد فرمایا: ''اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا (یعنی اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہے۔'' (الزھد لابن المبارک، الحدیث ۱۳۷۵، ص ۴۸۴)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور اس پر عمل کیا جائے تو اس کے لئے عمل کرنے والے کے برابر ثواب ہے۔''

حضرت سیِّدُنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت کے بارے میں مرفوع حدیث بیان کرتے ہیں:
تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ لِلَّهِ خَشْيَةٌ وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ وَمُدَارَسَتَهُ تَسْبِيحٌ وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ وَتَعْلِيمَهُ مَنْ لَا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ وَهُوَ الْأَنِيسُ فِي الْوَحْدَةِ وَالصَّاحِبُ فِي الْخَلْوَةِ والدليل على الدين والمصبر على السراء والضراء والوزير عند الأخلاء والقريب عند الغرباء ومنار سبيل الجنة يَرْفَعُ اللَّهُ بِهِ أَقْوَامًا فَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً سَادَةً هُدَاةً يُقْتَدَى بِهِمْ أَدِلَّةً فِي الخير تقتص آثارهم وترمق أفعالهم وترغب الملائكة في خلتهم وبأجنحتها تمسحهم وكل رطب ويابس لهم يستغفر حتى حيتان البحر وهوامه وسباع البر وأنعامه والسماء ونجومها لأن العلم حياة القلوب من العمى ونور الأبصار من الظلم وقوة الأبدان من الضعف يبلغ به العبد مَنَازِلَ الْأَبْرَارِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالتَّفَكُّرُ فِيهِ يُعْدَلُ بِالصِّيَامِ وَمُدَارَسَتُهُ بِالْقِيَامِ بِهِ يُطَاعُ اللَّهُ عَزَّ وجل وبه يعبد وبه يوحد وبه يمجد وَبِهِ يُتَوَرَّعُ وَبِهِ تُوصَلُ الْأَرْحَامُ وَبِهِ يُعْرَفُ الحلال والحرام وَهُوَ إِمَامٌ وَالْعَمَلُ تَابِعُهُ يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءُ وَيُحْرَمُهُ الأشقياء ''علم حاصل کرو کیونکہ علم کا سیکھنا خشیت الٰہی کا باعث ہے، اس کی تلاش عبادت، اس کا درس تسبیح، اس کی جستجو کرنا جہاد، اس کی تعلیم دینا صدقہ اور علم کو اس کے اہل تک پہنچانا قربت (یعنی نیکی) ہے۔ علم تنہائی اور خلوت کا دوست، خوشی و تنگی میں رہنما، دوستوں میں نائب، اقربا میں سے قریب اور جنت کے راستے کا مینار ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ذریعے بہت سی قوموں کو بلندی عطا فرما کر بھلائی کے کاموں میں قائد اور ہادی بنا دیتا ہے

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

جن کی اقتداء کی جاتی ہے وہ اچھے کاموں میں رہنما ہوتے ہیں ان کے نقش قدم کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کے افعال کی قدر کی جاتی ہے فرشتے ان کی صحبت میں رغبت رکھتے ہیں اور انہیں اپنے پروں سے ڈھانپتے ہیں ہر خشک وتر چیز ان کے لئے استغفار کرتی ہے حتی کہ سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے، خشکی کے درندے و جانور، آسمان اور اس کے ستارے ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں کیونکہ علم دل کو اندھے پن سے بچا کر قوت بخشتا ہے بندہ اس کے ذریعے نیک لوگوں کی منازل اور بلند درجات کو پالیتا ہے اس میں غور وفکر روزہ رکھنے کے برابر اور اس کا درس رات کے قیام کے مساوی ہے، علم کے ذریعے ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت و فرمانبرداری ہوتی ہے اسی سے اس کی توحید و بزرگی کا اقرار ہوتا ہے اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے علم امام اور عمل اس کا تابع ہے علم نیک بخت لوگوں کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے اور بد بختوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔''

عقلی اعتبار سے بھی علم کی فضیلت پوشیدہ نہیں کیونکہ اس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قرب اور اس کے جوار رحمت تک رسائی ہوتی ہے اور یہ ایسی ابدی سعادت اور سرمدی لذت ہے جس کی انتہاء نہیں اس میں دنیا کی عزت اور آخرت کی سعادت ہے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس لئے بندہ اپنے علم کے ذریعے اپنے اخلاق کو سنوار کر ابدی سعادت حاصل کر سکتا ہے اور دوسروں کو علم سکھانا ابدی سعادت کا سبب ہے کیونکہ عالم لوگوں کے اخلاق کو سنوارتا اور اپنے علم کے ذریعے ایسی چیزوں کی طرف دعوت دیتا ہے جو انہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب عطا کرتی ہیں، جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمان عالیشان ہے:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔(پ14، النحل:125)

پس عالم خواص کو حکمت، عوام کو نصیحت اور منکرین کو بحث و مباحث کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلاتا ہے اس طرح وہ اپنی اور دوسروں کی نجات کا سامان کرتا ہے اور یہی انسان کا کمال ہے۔

کچھ فرض عُلوم کے بارے میں------

سیدی اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: علمِ دین سیکھنا اس قَدر کہ مذہبِ حق سے آگاہ ، وُضو غسل نَماز روزے وغیرہا ضَروریات کے اَحکام سے مُطَّلع ہو۔ تاجر تجارت، مزارِع (کسان) زراعت، اَجیر (مزدور، ملازم) اِجارے، غَرض ہر شخص جس حالت میں ہے اُس کے مُتَعلِّق اَحکامِ شریعت سے واقِف ہو، فرضِ عین ہے جب تک یہ حاصِل نہ کرے جُغرافیہ، تاریخ وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ جو فرض چھوڑ کر نَفل میں مشغول ہو حدیثوں میں اُس کی سخت بُرائی آئی اور اُس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا نہ کہ فرض چھوڑ کر فضولیات میں وَقت گنوانا اِلخ۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج ۲۳ ص ۶۴۷،۶۴۸)

قبلہ سیدی امیرِ اہل سنت حفظہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں افسوس! آج ہماری غالب اکثریت صرف و صرف دُنیوی عُلوم کے حُصول میں مشغول ہے، اگر کسی کو کچھ مذہبی ذوق ملا بھی تو اکثر اس کا دھیان مُستَحَب عُلوم ہی کی طرف گیا۔ افسوس! صد کروڑ افسوس! فرض عُلوم کی جانب مسلمانوں کی توجُّہ نہ ہونے کے برابر ہے، اور حالت یہ ہے کہ نَمازیوں کی بھی بھاری تعداد نَماز کے ضَروری مسائل سے

علم دین سیکھنے اور سکھانے کے فضائل

ناآشنا ہے۔ حالانکہ ان مسائل کو سیکھنا فرض اور نہ جاننا سخت گناہ ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحمۃُ رَبِّ الْعِزّت فرماتے ہیں: '' نماز کے ضَروری مسائل نہ جاننا فِسق ہے۔'' (اَیضاً ج٦ ص ٥٢٣)

کُفرِیہ کلمات کے مُتَعَلِّق عِلم سیکھنا فرض ہے

یاد رکھئے! کُفرِیّہ کلمات کے مُتَعَلِّق علم حاصِل کرنا فرض ہے۔ چُنانچِہ سیدی اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت ، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 23 صَفْحَہ 624 پر فرماتے ہیں: مُحَرَّمَاتِ باطِنِیَّہ: (یعنی باطِنی ممنوعات مَثلًا) تکبُّر و رِیا و عُجب (یعنی خود پسندی) و حسد وغیرہا اور اُن کے مُعالَجات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اَہَم فرائض سے ہے۔ مزید صَفْحَہ 626 پر فتاوٰی شامی کے حوالے سے فرماتے ہیں: حرام الفاظ اور کُفرِیّہ کلمات کے مُتَعَلِّق علم سیکھنا فرض ہے، اِس زمانے میں یہ سب سے ضَروری اُمُور ہیں۔ (رَدُّالْمُحتار ج1 ص107)

طالبِ دعا: سید کامران قادری عفی عنہ

Whats App Num:00923155322470

Www.Fb.Com/SyedKamran786